

## شکوہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں!

سیاست پر حدد رجہ کم لکھتا ہوں۔ بلکہ لکھتا ہی نہیں ہوں۔ اسکی کئی وجوہات ہیں۔ سب سے بڑی اور اول وجہ تو یہ کہ پوری زندگی، سرکاری میں آن گنت سیاستدانوں کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔ وزیر، مشیر، وزیر اعلیٰ اور وزراء عظم، کوئی ایسی سطح نہیں جہاں ان لوگوں کو دیکھنے اور پر کھنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ غیر جانبدار عرض کر رہا ہوں۔ اکثریت بہت شاکستہ اور اچھے لوگوں کی ہے۔ یہ بات عام لکھاریوں اور ٹی وی اینکرزر کی انداز فکر سے قدرے مختلف ہے۔ اسکی اصل وجہ ان لوگوں کی سیاسی دھارے سے قدرے دوری ہے۔ ٹی وی چینلز کے اکثر اینکرزر ذاتی معلومات نہیں رکھتے بلکہ صرف ایک دن کے کسی واقعہ کو اس طرح کریڈتے ہیں کہ اچھے سیاستدان بھی مونہہ چھپانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میرا پورا خاندان کسی نہ کسی طرح سیاست سے وابسط رہا ہے اور اب بھی ہے۔ تیسرا بات۔ درجنوں ملکی سیاستدانوں کو موڑ سائیکل، ہیلو کیپ اور رکشہ سے ارب پتی بنتے دیکھا ہے۔ ذرائع آمدن نہ ہونے کے باوجود وہ حد درجہ دولت مند بنے ہیں۔ وجوہات بھی جانتا ہوں۔ مگر وضد عداری کی بدولت خاموش رہنا مناسب سمجھتا ہوں۔ قصہ کوتاہ، نصف دہائی سے کالم لکھ رہا ہوں۔ مگر سیاست پر لکھنے سے کافی حد تک گریز کرتا ہوں۔ مگر موجودہ صورتحال میں یقین ہے کہ خود ساختہ روایت سے انحراف کرنا پڑے گا۔

وزیر اعظم کی حالیہ پر لیں کانفرنس کا ذکر کیے لیتا ہوں۔ اس میں ملک کے چند اینکرزر پر سنز کو مدعا کیا گیا تھا۔ سوال و جواب کا سلسلہ ہوا تھا۔ اس میں برادرم رووف کلاسرہ اور دیگر حضرات شامل تھے۔ وزیر اعظم نے قدرے جذباتی انداز میں مختلف منصوبوں کا اعلان کیا۔ جسکے مطابق کثیر سرمایہ سے مختلف پیچ شروع ہونے ہیں۔ انکا مجموعی جمجم تقریباً ایک ہزار ارب کے برابر تھا۔ اندازہ ہے کہ اس طرح کے پیچ ہماری مجموعی صورتحال کو ابتر ہونے سے محفوظ نہیں رکھ پائیں گے۔ متعدد در متعدد وجوہات ہیں۔ عمران خان کو تقریب کے بعد، سوال و جواب کا سلسلہ تھا۔ اینکرزر حضرات اور میڈیا سے تعلق رکھنے والی خواتین نے انتہائی تیکھے سوال کیے۔ اکثریت سوالات کا کرونا کی وباء سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر بہر حال وہ سنجیدہ سوالات تھے اور یہ آن گنت لوگوں کے ذہنوں میں موجود رہتے ہیں۔ وزیر اعظم کی پوری ٹیم میں صرف ایک منتخب آدمی تھا باقی سب دیہاڑی دار مشیر تھے۔ جن پر کسی قسم کی کوئی قانونی یا اخلاقی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ وزیر اعظم کی کسی بھی پالیسی کو کامیاب بنائیں۔ اسکا موثر طریقے سے دفاع کریں۔ جس بھی شخص نے ان مشیروں کو اتنی اہم پر لیں کانفرنس میں بلا کر قومی سطح پر پیش کیا تھا، طالب علم کی دانست میں وہ سینا نہیں تھا۔ بہر حال، میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے اکثریت وہ تھی جو موجودہ حکومت کو شدید تلقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ میں اس چناؤ کے حق میں ہوں۔ وزیر اعظم کی ٹیم نے روایت سے ہٹ کر درباری میڈیا گروں سے اجتناب کیا۔ جو ایک حد درجہ احسن قدم ہے۔ پر لیں کانفرنس میں، عمران خان نے انتہائی مشکل سوالات کا قدرے متوازن جواب دیا۔ مگر اس پر لیں کانفرنس کا ایک انتہائی اہم رخ اور بھی ہے۔ محترم نواز شریف، شہباز شریف، زرداری جو مسلسل ہمارے مقدر پر مسلط رہے ہیں۔ کیا انہوں نے آج تک، جی ہاں آج تک، ایک بھی ایسی پر لیں کانفرنس کی ہے جس میں انکی حکومتی پالیسیوں پر تلقید کرنے والے صحافی

موجود ہوں۔ اُنکی کوئی بھی میڈیا بریفنگ اُٹھا لیں۔ اول تودہ سوالات ہونے سے پہلے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ دوسرا، اگر بلا نابھی ہو تو ٹوڈی، درباری اور خوشہ چیس صحافیوں کو مدد کیا جاتا تھا۔ ریکارڈ اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔ میری گزارشات کی تصدیق ہو جائیگی۔ بارہا دیکھا، کہ پریس بریفنگ سے پہلے سوال بتادیے جاتے تھے اور ان اکابرین کو جواب رٹا دیے جاتے تھے۔ اسکے بعد راگ درباری کے تحت سب کچھ بہترین ہو جاتا تھا۔ کم از کم عمر ان خان نے اس روایت کو توڑا ہے کہ اپنے ناقدین کو مدد کر کے جوابات دینے کی کوشش کی ہے۔ موجودہ وزیر اعظم کی پالیسیوں کا دفاع نہیں کر رہا۔ اسلیے کہ خان صاحب کی اکثر پالیسیوں کا توازن سے کوئی بھی دفاع نہیں کر سکتا۔ اُنکی اکثریت حد درجہ ناقص اور ادنیٰ ہیں۔ مگر ایک پریس کانفرنس میں بے رحم تقدیکو برداشت کرنا بہر حال ایک احسن بات ہے۔

اسی طرح، تقریباً دو روز قبل، تمام سیاسی قائدین کی ایک میٹنگ منعقد کی۔ سپیکر قومی اسمبلی نے کوارڈینیٹ کیا۔ لازم ہے کہ وزیر اعظم کو ذاتی طور پر اس محترم فورم پر آنا چاہیے تھا۔ اسلام آباد میں ہوتے ہوئے نہ آنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہ اُنکے ہم پلے لوگوں کی بیٹھک تھی۔ آنا بہتر تھا اور نہ آنا مناسب نہیں تھا۔ مگر شہباز شریف کا رویہ عجیب ساتھا کہ ذاتی طور پر اس میٹنگ میں آناؤارہ ہی نہیں کیا۔ اے۔ وی اُنک پر سپیکر سے گلہ کر کے انہوں نے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ انہیں بذاتِ خود میٹنگ میں ہونا چاہیے تھا۔ وہاں پہنچ کر اگر وزیر اعظم کے نہ آنے پر تحفظات تھے، تو بہتر تھا، کہ میٹنگ روم اُٹھ جاتے۔ اگر وزیر اعظم اے۔ وی اُنک پر تھے، شہباز شریف بھی اے۔ وی اُنک پر تھے، تو غیر سنجیدگی تو دونوں طرف تھی۔ اگر وزیر اعظم کی غیر موجودگی غیر مناسب نہیں تھی تو شہباز شریف کی غیر موجودگی درست کیسے ہو سکتی ہے۔ قرآن یہی ہیں کہ انہوں نے اسلام آباد جانے کی تکلیف گوارہ ہی نہیں کی۔ گھر بیٹھے ہوئے اتنی اہم بیٹھک میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ غیر جانبداری سے سوچیے۔ کیا واقعی یہ ایک جمہوری رویہ تھا۔ طالب علم کی رائے یہ ہے کہ غلطی دونوں اکابرین کی تھی۔ بلا ول بھٹکوکا بائیکاٹ کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ وہ ایک علاقائی لیڈر ہیں۔ دوسرا بھی تک انہیں سیاسی پختگی حاصل نہیں ہو پائی۔ آنے والے دنوں میں اُنکی پارٹی کو ناپختگی کا نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ بہر حال اس پر جتنی کم بات کی جائے، اتنا ہی مناسب ہے۔

موجودہ نازک صورتحال میں ایک عجیب سی صورتحال سامنے آرہی ہے۔ سندھ حکومت کے اعلانات اور وفاقی حکومت کے اقدامات کو نظر نہ آنے والے سیاسی ترازوں میں تولا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ واہ جی واہ، مراد علی شاہ نے تو کمال کر دیا۔ مرکزی حکومت کو پچھاڑ دیا۔ اسکو بھی پر کھنے کی ضرورت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہاں، اعلانات کی حد تک مراد علی شاہ بہتر کام کر رہے ہیں تو شاہزادکنیوں کو اچھا نہ لگے۔ کالم لکھنے سے پہلے سندھ میں مختلف لوگوں سے بات کی۔ کراچی میں رہنے والے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے سنجیدہ گفتگو کی۔ سندھ کی صوبائی حکومت جو فرمارہی ہے، عملی طور پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ لاک ڈاؤن کو لے لیجئے۔ اسکا اعلان کئی دن پہلے ہوا۔ بیلچیلوں نے دھن پر فرمانا شروع کر دیا کہ واہ جی واہ، سندھ میں تولاک ڈاؤن ہو گیا۔ دیکھا، وفاقی حکومت تو پیچھے رہ گئی۔ یہ تمام لوگ بھول رہے ہیں۔ سندھ کے پاس موثر انتظامی ٹیکس سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ جو Deliver کر پائے تمام اہل نظر جانتے ہیں

کہ گزشتہ بارہ برس میں منتظم طریقے سے بیور و کریسی کو غیر فعال بنادیا گیا ہے۔ انکی سوچ میں خدمت خلق کی جگہ کئی منفی رویے برپا کر دیے گئے ہیں۔ نتیجہ بالکل سامنے ہے۔ سندھ میں عملی طور پر نہ لاک ڈاؤن ہے اور نہ ہی حکومتی دعووں کی عملی تصدیق ہو سکتی ہے۔ قیامت خیز بات یہ بھی کہ مختلف اشیاء کی فرضی تقسیم جاری ہے۔ اس نازک مرحلہ پر بھی پیسے کمانے کا دھنہ بھر پور طریقے سے جاری و ساری ہے۔ اگر یقین نہیں ہے تو پھلی سطح پر کراس چیک کر لجئے۔ ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔ بہر حال اس تکلیف دہ معاملے پر مزید کیا بات کی جائے۔ اسکا ہر گز ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وفاقی حکومت درست کام کر رہی ہے۔ انکے اندر بروقت فیصلہ کرنے کی استطاعت نہ ہونے کے برابر ہے۔ لگتا ہے وہ مجبوری سے کام کر رہے ہیں۔ عمران خان، بذاتِ خود، فوکس کر کے فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ خود اعتمادی کو ایک زرہ یکتر کی طرح استعمال کر رہے ہیں۔ پھر انکی ٹیم میں غیر منتخب لوگوں کی اتنی واضح اکثریت کسی بھی صورت میں قابل تحسین نہیں۔

ایک اور جانب بھی نظر ضرور جاتی ہے۔ پر لیں کافرنس میں حفیظ شیخ کی کارکردگی حدرجہ ادنیٰ تھی۔ ایک سوال پر انکا یہ جواب کہ سٹیٹ بینک کی ٹیم، اس وقت سود کی شرح کم کرنے پر میٹنگ کر رہی ہے، حدرجہ عجیب تھا۔ انہوں نے یہ تاثر دیا کہ شائد حکومت مکمل طور پر سٹیٹ بینک کے اقتصادی فیصلوں کے تابع ہے۔ یہ حقائق کے بھی خلاف ہے۔ سٹیٹ بینک کتابی طور پر شائد آزاد ہو۔ مگر عملی طور پر اقتصادی امور کی وزارت کے تابع ہے۔ دور مدت جائیے۔ اسحاق ڈار، سٹیٹ بینک کے گورنر کو اپنا بغل بچہ بنانے کرتے تھے۔ وہ گھنٹوں انتظار کرتا تھا۔ پھر کہیں شرف بازیابی نصیب ہوتا تھا۔ نہیں کہہ رہا کہ وہ رو یہ مناسب تھا۔ علم میں ہے کہ سٹیٹ بینک کے گورنر کوں شرائط پر لگایا جاتا تھا۔ خیر چھوڑیے۔ ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے ہنئی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر حفیظ شیخ کا یہ تاثر دینا، کہ سٹیٹ بینک کوئی اتنی آزاد چیز ہے، جو حکومتی اثر سے باہر ہے، مکمل طور پر غلط ہے۔ بہر حال میٹنگ میں حفیظ شیخ کی کارکردگی اوسط درجے کی بھی نہیں تھی۔ مگر اب اچھی کارکردگی کی کسی سے بھی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اسلیے کہ بروقت طاقتوں فیصلے کرنے والے لوگ چھانٹ چھانٹ کر نکال دیے گئے ہیں۔ اس کا ریخیر میں موجودہ اور ماضی کی حکومتوں میں کوئی فرق نہیں۔

پنجاب کے حالات بھی دگرگوں ہیں۔ عمران خان جس طرح وزیر اعلیٰ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اس ضد نے تحریک انصاف کی کارکردگی اور شہرت دونوں کو پاماں کر دیا ہے۔ سنجیدہ سیاسی فکرواں لوگ تو یہاں تک پیش گوئی کرتے ہیں کہ آنے والے ایکشن میں تحریک انصاف پنجاب میں حدرجہ ہریت اٹھائیں گے۔ اس نازک دور میں، بزردار صاحب کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان میں استطاعت ہی نہیں کہ وہ کسی بھی لحاظ سے لوگوں میں اعتماد کی لہر دواں کر سکیں۔ خان صاحب نے اپنی سیاست بر باد کر لی۔ مگر انہوں نے بزردار صاحب کو تبدیل کرنے سے بھر پور انکار کر دیا۔ اس کا خمیازہ آنے والے ایکشن میں ضرور بھگتنا پڑیا۔ عرض کروزگاکہ لوگ اس وباء کا خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اکثریت گھروں سے نکلنے سے گریز کر رہی ہے۔ مجموعی طور پر کورونا کو چھاڑنے کی حکومتی اور اپوزیشن حکمت عملی حدرجہ ناقص ہے۔ مگر اب کوئی فکر نہیں۔ اسلیے کہ سمجھ آچکی ہے کہ عوام کیلئے ہر عذاب مسلسل رہیا گا۔ اب تو عوام شکوہ تک نہیں کرتے۔ کیسا گریہ اور کس سے شکایت! کون سنے گا۔

